منکرین حدیث کے شبہات اور ان کا رد

آخری قسط

تحریر: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

مغالطہ۲۲: قرآن کریم میں ہے: ﴿وَ أُوحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ﴾ [الانعام:۱۹] ''اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمہیں اور ہر اُس شخص کو متنبہ کروں جس تک یہ پہنچے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿قُلْ اِنَّمَا اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ﴾[الانبیاء:۴۵] ''کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تمہیں وحی کے ذریعے متنبہ کرتا ہوں۔'' محمد اسلم جے راجپوری منکرِ حدیث لکھتا ہے کہ سرمایہ انذار صرف وحی اور قرآن ہے، لوگوں کو ڈرانے کے لیے قرآن ہی وحی کیا گیا ہے اسی کو نبی کریم ﷺ نے لکھوایا اور یاد کروایا ہے۔

جواب: ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے وحی کیا گیا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو اللہ کی نافرمانی سے ڈرائیں۔ مگر اس میں یہ صراحت کہاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کے علاوہ دوسری کوئی چیز نازل نہیں کی گئی۔ قبل ازیں یہ بحث گذر چکی ہے کہ اللہ نے قرآن کے علاوہ بھی مزید چیز آپ ﷺ کی طرف نازل کی ہے جسے حکمت، حدیث، سنت کہا گیا ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں قرآن کی بجائے وحی کا لفظ ہے۔ قبل ازیں یہ بحث بھی گزر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر وحی جلی کے علاوہ وحی خفی یعنی وحی غیر متلو بھی نازل ہوتی ہے۔ اسی کو سنت وحدیث کا نام دیا گیا ہے اور اس پر امتِ اسلامیہ کا اجماع ہے۔

مغالطہ۲۳: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾[الحجر:۹] ''بے شک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

منکرین حدیث کا اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ اللہ نے صرف قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، سنت وحدیث کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا۔ اگر یہ بھی قرآن کی طرح دلیل وحجت ہوتی تو قرآن کی طرح اس کی بھی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا۔

جواب: اللہ نے جس ''ذکر'' کی حفاظت کا وعدہ کیا اور ذمہ لیا ہے، اس کا اطلاق صرف قرآن پر ہی

نہیں بلکہ اللہ کی اس پوری شریعت پر ہوتا ہے جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾[الانبیاء:۷] ''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہلِ ذکر سے دریافت کرلیا کرو۔''

یہاں ''اہل الذکر'' سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی شریعت اور اس کے دین کے عالم ہیں۔ باقی رہی بات حفاظتِ حدیث کی تو اللہ نے جس طرح قرآن کریم کی حفاظت کی اور کرائی ہے اسی طرح حدیث کی بھی اس نے حفاظت کی اور اپنے بندوں سے یہ کام کرایا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید رحمہ اللہ نے ایک زندیق کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بولا: آپ لوگ مجھے تو قتل کر دیں گے مگر وہ ایک ہزار احادیث جو میں نے از خود وضع کر کے لوگوں میں پھیلا رکھی ہیں ان کا کیا کرو گے؟ تو ہارون الرشید رحمہ اللہ نے کہا، ارے اللہ کے دشمن! اس امت میں ابن المبارک رحمہ اللہ اور ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ جیسے خدامِ دین اور اہلِ علم موجود ہیں، وہ ان احادیث کو تحقیق کی چھلنی میں سے گذار کر صحیح و باطل کو الگ الگ کر دیں گے۔

امام ابن المبارک رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ دشمنانِ دین نے بہت سی احادیث وضع کر کے لوگوں میں پھیلا رکھی ہیں تو انہوں نے فرمایا: ان کی چھان پھٹک اور تحقیق کرنے کے لیے ماہرین موجود ہیں۔ [تہذیب التھذیب ،فتح المغیث ،السنۃ ومکانتھا:۱۵۶]

مغالطہ ۲۴: کتابتِ حدیث سے ممانعت والی حدیث سے استدلال (**عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَ مَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَ لَا حَرَجَ**)[**صحیح مسلم**] ''ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میری احادیث نہ لکھا کرو جس نے قرآن کے علاوہ میری احادیث لکھی ہوں وہ ان کو مٹا دے اور تم میری احادیث روایت کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

منکرین حدیث جب اپنے مغالطہ آمیز دلائل سے لاجواب ہوتے ہیں اور انہیں اہلِ اسلام کی طرف سے ان کے مسکت جوابات ملتے ہیں تو وہ عاجز ہو کر کہتے ہیں کہ احادیث کے لکھنے سے تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا تھا، لہٰذا احادیث لکھنا تو جائز ہی نہیں۔

جواب: ان کی اس دلیل کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس حدیث سے ان کا اپنا استدلال محل نظر ہے

کیونکہ وہ خود بھی تو اس لکھی ہوئی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ایک طرف تو وہ احادیث کے منکر ہیں، ادھر وہ خود احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

ان کی اس دلیل کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل علم نے اس حدیث کی شرح میں وضاحت کی ہے۔

(۱) کہ منع کتابت والی حدیث منسوخ اور اذنِ کتابت والی احادیث اس کی ناسخ ہیں۔

(۲) نیز یہ کہ کتابتِ حدیث سے ممانعت صرف نزولِ قرآن کے وقت تک تھی کیونکہ اس طرح قرآن کے ساتھ دوسری تحاریر کے التباس کا اندیشہ تھا۔

(۳) یا اس ممانعت کا تعلق اسی صورت سے تھا جب قرآن اور حدیث اکٹھی ایک ہی جگہ لکھی جائیں۔

(۴) یا یہ ممانعت ایسے لوگوں کیلئے تھی جو صرف کتابت پر اعتماد کریں اور حفظ نہ کریں۔

(۵) یا یہ ممانعت ان لوگوں کے لیے تھی جو قرآنی الفاظ اور عباراتِ حدیث میں امتیاز نہ کر سکیں۔

منعِ کتابت کے منسوخ اور اذنِ کتابت کے ناسخ ہونے کے بعض دلائل: جوازِ کتابتِ حدیث کے دلائل بے شمار ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان میں سے بعض دلائل درج ذیل ہیں (عن ابی هريرةؓ ان خزاعة قتلوا رجلا من بنی لیث عام فتح مكة بقتیل منهم قتلوه فاخبر بذالک النبیﷺ فركب راحلته فخطب فقال ان الله خبس عن مكة القتل او الفيل قال ابو عبدالله كذا قال ابو نعيم وسلط عليهم رسول اللهﷺ والمؤمنون الا وانها لم تحل لاحد قبلی و لم تحل لاحد بعدی الا و انها احلت لی ساعة من نهار، الا و انها ساعتی هذهٖ حرام لا يختلى شو كها و لا يعضد شجرها و لا تلتقط ساقطها الا لمنشد فمن قتل فهو بخير النظرين اما ان يقتل و اما ان يقاد اهل القتيل فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اُكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ)[صحیح بخاری]

''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ والے سال بنوخزاعہ نے بنولیث کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔ نبی ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ نے مکہ مکرمہ سے قتل کو یا ''فیل'' (یعنی ہاتھیوں) کو روک لیا تھا۔ابوعبداللہ نے اسی طرح شک کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ابونعیم نے کہا کہ اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اور اہلِ ایمان کو اہلِ مکہ پر مسلط کر دیا گیا ہے۔خبردار! مکہ میں جنگ وقتال مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال تھی اور نہ میرے بعد کسی کیلئے یہاں

لڑائی کرنا حلال ہے۔ خبردار! مجھے بھی دن کے تھوڑے سے حصہ میں لڑائی کی اجازت دی گئی تھی۔ خبردار! اب اسی وقت سے مکہ میں لڑائی کرنا حرام ہے۔ سرزمینِ حرم سے کانٹے نہ اکھیڑے جائیں، درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں، اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے۔ ہاں جو کوئی اس کا اعلان کرنا چاہتا ہو تو وہ اٹھا سکتا ہے جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے اسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہے وہ یا تو خون بہا وصول کرے یا قصاص۔ اس کے بعد ایک یمنی نے آ کر عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ ساری باتیں مجھے لکھ دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ باتیں ابوشاہ کو لکھ کر دے دو۔"

(عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللهﷺ ارید حفظه فنهانی قریش و قالوا تکتب کل شیء سمعته من رسول اللهﷺ و رسول اللهﷺ بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول اللهﷺ فَأَوْمَا بِاِصْبَعِهٖ اِلٰی فِیْهِ وَ قَالَ اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ)

[سنن دارمی، حدیث:۴۹۰]

"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنتا اسے حفظ کرنے کی نیت سے لکھ لیا کرتا تھا کہ قریش نے مجھے اس سے روک دیا اور کہا تم اللہ کے رسول ﷺ سے جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں، آپ ﷺ کبھی غصے کے عالم میں ہوتے اور کبھی خوش تو میں نے احادیث لکھنا چھوڑ دیا، اور میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم (ہر حال میں) احادیث لکھ لیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے منہ سے (کسی بھی حال میں) سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔"

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لَمَّا اشْتَدَّ بِالنبیﷺ وَجْعُهٗ قال: اِیْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ اَکْتُبْ لکم کِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ) [صحیح بخاری]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے پاس لکھنے کی چیز لے آؤ، میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھوا دوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہو گے۔"

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ احادیث رسول ﷺ کے لکھنے کی ممانعت وقتی اور عارضی تھی ورنہ بے شمار احادیث سے کتابتِ احادیث کا جواز ثابت ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث: (عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ انه اتی رسول اللّٰه ﷺ فقال یا رسول اللّٰه ﷺ! انی أرید أن أروی من حدیثک فاردت أن استعین بکتاب یدی مع قلبی، ان رأیت ذلک، فقال رسول اللّٰه ﷺ ان کان حدیثی ثم استعن بیدک من قلبک) [سنن دارمی]

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کی احادیث روایت کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو میں دل (یعنی حفظ) کے ساتھ ساتھ تحریری استعانت بھی چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر (واقعی) میری احادیث ہوں تو دل کے ساتھ ساتھ یعنی حفظ کے ساتھ ساتھ ہاتھ (سے لکھ کر اس) کی مدد لے لیا کرو۔'' (عن وهب بن منبه عن أخیه قال: سمعت اباھریرة رضی اللہ عنہ یقول ما من أصحاب النبی ﷺ أحد أكثر حدیثا عنه منی، الا ما کان من عبداللّٰه بن عمرو رضی اللہ عنہ فانه کان یکتب و لا اکتب) [صحیح بخاری]

''وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے بھائی کا بیان ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث نہ جانتا تھا۔ ان کی کثرتِ احادیث کی وجہ یہ تھی کہ وہ احادیث لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔''

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ سے احادیث سنتے ہیں، کیا آپ کی اجازت ہے کہ ہم ان کو لکھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا اہلِ مکہ کے نام ایک مکتوب لکھا جس میں لکھا تھا کہ ایک سودے میں دو شرطیں جائز نہیں اور بیع اور ادھار اکٹھے جائز نہیں اور جس چیز کی ضمانت نہ ہو وہ بیع بھی جائز نہیں اور جس غلام نے ایک سو درہم کی ادائیگی کے عوض اپنے مالکوں سے آزادی کا معاہدہ کیا اس نے نوے درہم ادا کر دیئے اور دس باقی رہ گئے تو وہ ابھی تک غلام متصور ہوگا یا کسی غلام نے اپنے مالکوں سے ایک سو اوقیہ کے عوض آزادی کا معاہدہ کیا، اس نے ننانوے اوقیے ادا کر دیئے اور صرف ایک اوقیہ باقی ہو تو وہ ابھی غلام ہی تصور ہوگا۔ [موارد الظمآن]

(عن خالد بن یزید الاسکندرانی قال بلغنی ان عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال: یا رسول اللّٰہ ﷺ انی اسمع منک احادیث، احب ان اعیہا فاستعین بیدی مع قلبی یعنی اکتبھا قال: نعم)[الطبقات لا بن سعد]

''خالد بن یزید اسکندرانی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ سے احادیث سنتا ہوں، میں حفظ کے ساتھ ساتھ انہیں لکھ لینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔''

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی تمام احادیث حفظ کرنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا، تو قریش نے مجھے احادیث لکھنے سے روک دیا اور کہا کہ تم جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ ایک انسان ہیں، آپ ﷺ کبھی غصے کے عالم میں اور کبھی خوشی کی حالت میں کلام فرماتے ہیں تو میں نے احادیث لکھنا ترک کر دیا اور میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم ہر حالت میں احادیث لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔''[سنن ابی داوٗد]

صحیفہ صادقہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تصنیف و تالیف کا خاص ذوق تھا۔ یہ نبی ﷺ سے جو کچھ سنتے لکھ لیا کرتے تھے۔ انہیں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی اجازت حاصل تھی۔ انہوں نے احادیث کا ایک اچھا خاصا مجموعہ تیار کر لیا تھا، اور انہوں نے اس کا نام ''الصحیفۃ الصادقۃ'' رکھا تھا۔ اس میں تقریباً ایک ہزار احادیث تھیں۔ یہ ایک عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا۔ ان کی مرویات کتب حدیث میں بالعموم اور مسند احمد میں بالخصوص بتمام و کمال ملتی ہیں۔ ان کے پوتے عمرو بن شعیب اسی نسخہ سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں بیسیوں احادیث **عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ** کی سند سے بیان ہوئی ہیں۔

(عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: استأذنت النبی ﷺ فی کتاب ما سمعت منہ قال: فأذن لی فیہ فکتبتہ فکان عبداللّٰہ یسمیّ صحیفتہ تلک الصادقۃ)[الطبقات الکبریٰ لا بن سعد]

''عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے مسموعہ احادیث لکھنے کی

اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کی اجازت دے دی، چنانچہ میں احادیث لکھنے لگا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے اس صحیفہ کو ''الصادقہ'' کا نام دیتے ہیں۔''

مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک صحیفہ دیکھا، میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کا نام ''الصادقہ'' ہے میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سنی ہوئی احادیث قلمبند کی ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ لابن سعد]

صحیفہ عمرو بن حزم: ''رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجتے وقت ان کو ایک تحریری ہدایت نامہ بھی دیا تھا۔'' [دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ] چنانچہ انہوں نے نہ صرف اس کو محفوظ رکھا بلکہ اس کے ساتھ مزید اکیس فرامینِ نبوی ﷺ کو شامل کیا جو بنی عادیا بنی عریض کے یہودیوں، تمیم داری، قبائل جہینہ، جزام، طے، ثقیف وغیرہ کے نام لکھے گئے تھے، انہوں نے ان سب کو جمع کر کے ایک ضخیم کتاب تالیف کر لی تھی جسے عہد نبوی ﷺ کی سیاسی دستاویزات یا سرکاری پروانوں کا اولین مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی جو روایت تیسری صدی ہجری میں دیبل کراچی کے معروف محدث ابو جعفر الدیبلی رحمہ اللہ نے کی ہے، اور جن کے احوال کتاب الانساب للسمعانی رحمہ اللہ کے مادہ دیبل، اور معجم البلدان کی یاقوت کے مادہ دیبل میں ملتے ہیں، محفوظ رہے۔

ابن طولون نے ''اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین'' کے نام سے جو کتاب تالیف کی اس میں عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی یہ تالیف بطور ضمیمہ شامل کر کے محفوظ کر دی گئی ہے۔ ابن طولون کی اس کتاب کا ایک نسخہ بخطِ مصنف المجمع العلمی دمشق میں محفوظ ہے۔ یہ کتاب اب طبع ہو چکی ہے۔

(کتب عمر بن عبدالعزیز الی أبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ان اکتب الی بما ثبت عندک من الحدیث عن رسول اللہ ﷺ و بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانی خشیت دروس العلم و ذھابه)[سنن دارمی]

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث صحیح ثابت ہیں وہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی احادیث میری طرف لکھ بھیجو۔ مجھے علم کے مٹ جانے اور ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔''

صحیفہ سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے والد

نے پانچ صد احادیث لکھ کر جمع کی تھیں۔ ایک رات انہوں نے بڑی بے قراری کے ساتھ بسر کی۔ صبح ہوئی تو فرمایا: بیٹی! وہ احادیث والی کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے۔ آپ نے منگوا کر اسے نذر آتش کر دیا۔ میں نے پوچھا آپ نے اسے کیوں جلا ڈالا؟ تو فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ میں فوت ہو جاؤں اور یہ کتاب چھوڑ جاؤں اور اس میں کسی ایسے شخص کی احادیث بھی ہوں جسے میں نے امین وثقہ سمجھا ہو اور درحقیقت ایسا نہ ہو۔ یا میں نے کچھ احادیث ایسی لکھ لی ہوں جو صحیح نہ ہوں۔ [تذکرۃ الحفاظ]

اس واقعہ کو پیش کر کے منکرینِ حدیث کہا کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احادیث کے صحیفہ کو جلانا ان کے غیر مستند اور غیر مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

جواب: اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کتابتِ حدیث کے جواز کے قائل تھے، اسی لئے تو انہوں نے حدیث کا مجموعہ تیار کیا تھا۔ البتہ ان کا اسے جلا ڈالنا محض احتیاط کے پیش نظر تھا کہ مبادا اس میں کوئی غلط بات نہ شامل ہوگئی ہو۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث: صحیح مسلم میں ہے (جاء نا کتاب عمرؓ ونحن بآذربیجان مع عقبة بن فرقد او بالشام، اما بعد: فان رسول اللهﷺ نهى عن الحرير الا هكذا اصبعين).

''ہم عقبہ بن فرقد کے ہمراہ آذربیجان یا ملک شام میں تھے کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر آئی، اس میں یہ لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) ریشم استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے اگر استعمال کرنا ہی ہو تو دو انگلیوں کے برابر کی مقدار میں استعمال کر سکتے ہیں۔'' (عن عمر و ابن عمر رضی اللہ عنہما قالا: قیدو العلم بالکتاب) [سنن دارمی] ''سیدنا عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔'' ان آثار سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کتابتِ حدیث کے جواز کے قائل تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث: ''سلیمان موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ املاء کرا رہے تھے اور نافع رحمہ اللہ لکھتے جاتے تھے۔'' [سنن دارمی]

مسند أبي هريرہ رضی اللہ عنہ: اس کے متعدد نسخے عہد صحابہ رضی اللہ عنہم ہی میں لکھے جا چکے تھے۔ اس کی ایک نقل عمر بن

عبدالعزیز رحمہ اللہ کے والد عبدالعزیز مروان رحمہ اللہ کے پاس بھی تھی۔ انہوں نے کثیر بن مرۃ کو لکھا تھا کہ ''تمہارے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو احادیث ہوں وہ ہمیں لکھ بھیجیں البتہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث لکھ بھیجنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ ہمارے پاس پہلے سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔'' [الطبقات الکبری]

مسند أبی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک نسخہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ [مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی] ''عمرو بن امیہ ضمری کے بیٹے کا بیان ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث بیان کی تو میرے شیخ نے اس کا انکار کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ حدیث میں نے آپ ہی سے تو سنی ہے؟ وہ بولے اگر تم نے یہ مجھ سے سنی ہے تو یہ میرے ہاں لکھی ہوئی ہوگی۔ پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور انہوں نے ہمیں احادیث رسول اللہ ﷺ کے بہت سے مجموعے دکھلائے، تو یہ حدیث بھی مل گئی۔ تو کہا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر میں نے یہ حدیث تم سے بیان کی ہے تو یہ میرے ہاں ضرور لکھی ہوئی ہوگی۔'' [جامع بیان العلم]

الصحیفۃ الصحیحۃ یعنی صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ: یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسموعہ احادیث کو یکجا مرتب کرلیا تھا۔ اس کے قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ صحیفہ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے اردو ترجمہ اور مقدمہ کے ساتھ پاکستان میں بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل کی جلد۲ ص ۳۱۲ اور مابعد پر یہ پورا صحیفہ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذیل میں مذکور وموجود ہے۔ اس صحیفہ کی اکثر روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ملتی ہیں۔

جامع معمر بن راشد رحمہ اللہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہمام بن منبہ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد معمر بن راشد رحمہ اللہ ہیں انہوں نے ''الجامع'' کے نام سے ایک مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا۔ کتب اصول میں اس کا تذکرہ ''جامع معمر بن راشد رحمہ اللہ کے نام سے ملتا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے ایک موقع پر لکھا تھا کہ انقرہ یونیورسٹی ترکی اور استنبول کے کتب خانوں سے اس کے کچھ حصے دستیاب ہوئے ہیں اور ان پر تحقیقی کام جاری ہے۔ [دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ]

صحیفہ بشیر بن نھیک رحمہ اللہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد بشیر بن نھیک رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسموعہ احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ انہوں نے جاتے ہوئے وہ صحیفہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا کر اس کی تصدیق کرالی تھی۔ [سنن دارمی]

صحیفہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو ان کے تلامذہ وہب بن منبہ اور سلیمان بن قیس یشکری نے تحریری طور پر مرتب کرلیا تھا۔ یہ مجموعہ مناسک حج، خطبہ حجۃ الوداع وغیرہ پر مشتمل تھا۔ [تہذیب التہذیب] قتادہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ مجھے سورۃ البقرۃ کی نسبت صحیفۂ جابر رضی اللہ عنہ زیادہ حفظ ہے۔ [التاریخ الکبیر للبخاری]

صحیفہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث کو ان کے بھانجے و شاگرد عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے تحریر کرلیا تھا جو جنگ حرہ میں ضائع ہوگئی تھیں۔ یہ بعد میں افسوس کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ کاش! میں اپنے اہل وعیال اور سارے مال واسباب کو ان کتابوں کے عوض فدا کردیتا۔ [تہذیب التہذیب]

مجامیع احادیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث کے بھی متعدد مجموعے مرتب تھے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تابعی ان کی مرویات کو تحریری طور پر مرتب کیا کرتے تھے۔ [سنن دارمی]

صحیفہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: صحیفہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی یاداشتیں نکال کر ہمیں دکھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ روایات میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں اور انہیں قلمبند کرکے نبی کریم ﷺ کو سنا کر تصدیق بھی کرا چکا ہوں۔ [المستدرک للحاکم]

''انس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے کہ بیٹو! اس علم کو لکھ کر محفوظ کرلیا کرو۔'' [سنن دارمی] مسلم علوی کا بیان ہے کہ میں نے ربان کو دیکھا وہ انس رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک تختہ پر احادیث لکھ رہے تھے۔ [سنن دارمی]

ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث: حسن بن جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کتابتِ علم کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ [سنن دارمی]

مجموعہ احادیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: معن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے ایک کتاب نکالی اور حلفاً کہا کہ یہ میرے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ [جامع بیان العلم]

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث: سالم ابوالنضر مولی عمر بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں ان کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ جب وہ حروریہ کے مقابلے کو نکلے تو عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ان کے نام ایک خط لکھا۔ میں نے وہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ایک دفعہ دشمن سے مقابلہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر انتظار کیا کہ دن ڈھل گیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے خطاب کیا اور فرمایا لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، اور جب مقابلہ شروع ہو جائے تو پیش آمدہ احوال پر صبر کرو اور یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی، اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، تمام لشکروں کو شکست دینے والے، دشمن کو ہزیمت سے دوچار کر اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبیداللہ کا کاتب (سیکرٹری) تھا کہ ان کے ہاں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر آئی، اس میں لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کیا کرو۔ [صحیح بخاری]

کتاب سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ: احادیث میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ایک کتاب کا ذکر بھی آیا ہے قال ربیعة اخبرنی ابن سعد بن عبادة قال وجدنا فی کتاب سعد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاهد) ربیعہ کا بیان ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے فرزند نے مجھے بتلایا کہ ہم نے سعد رضی اللہ عنہ کی کتاب میں یہ حدیث پائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ دے دیا تھا۔

رسالۃ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ: ابن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کیلئے جو رسالہ لکھا تھا یہ ان کے صاحبزادے کو وراثت میں ملا تھا۔ یہ روایات کے بہت بڑے ذخیرے پر مشتمل تھا، اس رسالہ کو ان کے بیٹے سلیمان بن سمرہ نے روایت کیا ہے۔ یہ نسخہ ضخم ہے اور اس میں بہت علم ہے۔ [تہذیب التہذیب]